پاکستان نیوز ہیڈ لائنز 24 مئی 2019

۔باجوہ-عمران حکومت جارح بھارت سے امن کی بھیک مانگ رہی ہے
-سرمایہ داریت امیر طبقے کو ٹیکس مراعات دے کر دولت کے ارتکاز کو یقینی بناتا ہے
-شرح سود میں اضافہ اقتصادی عمل کو محدود اور بے روزگاری میں اضافہ کرے گا

تفصیلات:

باجوہ-عمران حکومت جارح بھارت سے امن کی بھیک مانگ رہی ہے

20 مئی 2019 کو پاکستان کے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے بھارت سے کہا کہ وہ مذاکرات کی میز پر آئے اور بھارتی انتخابات کے بعد نئی دہلی میں نئی حکومت اقتدار میں آنے کے بعد علاقائی امن کے لیے پاکستان سے رابطہ کرے۔ انہوں نے مزید کہا کہ جنگ ہمیشہ تباہی لاتی ہے اور یہ کوئی آپشن نہیں خصوصاً جبکہ دونوں ممالک ایٹمی طاقتیں ہوں۔

ابھی نئی دہلی میں نئی حکومت آئی نہیں لیکن باجوہ-عمران حکومت نے اس کے سامنے امریکی حکم پر جھکنے کا عمل پہلے سے ہی شروع کر دیا ہے۔ بھارت جس نے اس وقت مقبوضہ کشمیر میں ہمارے مسلمان بہن بھائیوں کے خلاف خوفناک ظلم وستم کا بازار گرم کر رکھا ہے اور جو مسلسل کئی سال سے لائن آف کنٹرول پر بلا اشتعال فائرنگ کر کے ہمارے شہریوں اور فوجیوں کو شہید اور املاک کو نقصان پہنچا رہا ہے اس سے آخر کیوں امن کی بھیک مانگی جارہی ہے؟ انتہائی افسوسناک بات یہ ہے کہ جس دن وزیر خارجہ نے بھارت سے امن کی بھیک مانگی اسی دن ہمارے سیکیورٹی اداروں نے گلگت بلتستان میں ایک بھارتی نیٹ ورک کے خلاف کریک ڈاؤن کیا جس کا مقصد اس حساس علاقے کو عدم استحکام سے دوچار کرنا تھا۔ اس سے پہلے کلبھوشن یادیو نیٹ ورک بھی بے نقاب کیا جاچکا ہے جو خصوصاً بلوچستان میں تخریبی کارروائیوں میں مصروف تھا۔ جارح بھارت کے سامنے مسلسل امن کی بھیک مانگ کر باجوہ-عمران حکومت ایٹمی پاکستان کو کیا ایک انتہائی کمزور ملک ثابت کرنا چاہتی ہے؟ آخر بھارت کو اسی زبان میں جواب کیوں نہیں دیا جاتا جو وہ اچھی طرح سے سمجھتا ہے اور جس کی آفادیت ہم نے 27 فروری 2019 کو دیکھی جب ہمارے بہادر اور باصلاحیت پاک فضائیہ کے پائلٹس نے دو بھارتی جنگی طیاروں کو مار گرایا تھا۔

باجوہ-عمران حکومت باتیں تو پاکستان کو ریاست مدینہ بنانے کی کرتی ہے لیکن ہر معاملے میں اس کا عمل ریاست مدینہ کے عمل کے بالکل مخالف ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے خلاف جارحیت کرنے والی کسی قوت سے امن کی بھیک نہیں مانگی بلکہ ان کی ہر جارحیت کا منہ توڑ جواب دیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب قریش نے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کی تو ابوسفیان کی معافی تلافی کی التجاؤں کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اس کی ایک نہ سنی اور دس ہزار کا عظیم الشان لشکر لے کر مکہ پر لشکر کشی کی اور اسے فتح کیا اور قریش کو ان کی دغابازی کا خوب مزہ چکھایا۔ آنے والی حقیقی ریاست مدینہ جو کہ نبوت کے طریقے پر خلافت ہوگی بھارت سے امن کی بھیک نہیں مانگے گی بلکہ اس کی ہر جارحیت کا منہ توڑ جواب دے گی اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کو بھارتی افواج کے ظلم وستم کی حوالے نہیں کرے گی بلکہ منظم جہاد کے ذریعے انہیں اور مقبوضہ کشمیر کی اسلامی سرزمین کو آزاد کرائے گی کیونکہ جارح کے خلاف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہی حکم ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

(فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَااعْتَدٰى عَلَيْكُمْ)

"جو تمہارے خلاف جارحیت کا ارتکاب کرے تو تم بھی اس پر حملہ کرو جیسا کہ انہوں نے تم پر حملہ کیا۔"(البقرۃ:194)

سرمایہ داریت امیر طبقے کو ٹیکس مراعات دے کر دولت کے ارتکاز کو یقینی بناتا ہے

23 مئی 2019 کو ڈان اخبار نے یہ خبر شائع کی کہ پچھلی ایمنسٹی کے ختم ہونے کے گیارہ مہینے کے اندر اندر حکومت ایک اور اسکیم اُن لوگوں کے لیے لائی ہے جو نہ تو ٹیکس دیتے ہیں اور نہ ہی اپنے اثاثے ظاہر کرتے ہیں۔ نئی ایمنسٹی اسکیم جائیدادوں میں سرمایہ کاری کرنے والوں کو ڈپٹی کمشنر کی جانب سے زمینوں کی تعین کی گئی قیمت کے 150 فیصد پر ایک فیصد ٹیکس دینا ہوگا۔ یہ شرح بھی مارکیٹ کی قیمت کا ایک بہت ہی معمولی حصہ ہے۔ اس قانون کے باوجود کہ بے نامی جائیداد کو ضبط کر کے اس کے مالک کو پانچ سال قید کی سزا دی جائے گی، آج تک ایک بھی مجرم کو اس حوالے سے سزا نہیں دی گئی بلکہ انہیں ایمنسٹی اسکیمیں دی جاتی ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ،

كَيْ لاَ يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ

"اور دولت ان کے امیروں میں ہی گردش کرتی نہ رہ جائے"(الحشر 59:7)۔

دولت کے ارتکاز کو یقینی بنانے کے لیے سرمایہ داریت کے کئی طریقوں میں سے ایک طریقہ کار اس کا محصولات جمع کرنے کا نظام ہے۔ سرمایہ داریت بڑے سرمایہ

کاروں کو ٹیکس مراعات اس بنیاد پر دیتا ہے کہ اس سے سرمایہ کاری کرنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی ہو گی اور عمومی طور پر سرمایہ کاری کے لیے ایک اچھاماحول بنتا ہے۔ اس کے بعد سرمایہ داریت ظالمانہ ٹیکس نظام لاگو کرتا ہے جو اس بات کا قطعی امتیاز نہیں کرتا کہ کون دولت مند ہے، کس کے پاس بچت ہے، کس کے پاس بچت نہیں ہے، کون قرض میں ڈوبا ہے اور کون غریب ہے۔ اسلام میں ٹیکس غریب اور قرض میں ڈوبے شخص سے نہیں لیا جاتا بلکہ وہ زکوۃ کے مستحق ہوتے ہیں۔ اسلام میں محصولات معاشرے کے دولت مند طبقے سے لیے جاتے ہیں۔ لہٰذا زکوۃ ان لوگوں سے لی جاتی ہے جن کی بچت نصاب سے زائد ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے۔ اسی طرح زکوۃ تاجروں سے ان کے اس مالِ تجارت پر لی جاتی ہے جو نصاب سے زائد ہو اور اس پر سال گزر جائے۔ اسلام میں خراج اس سے لیا جاتا ہے جو زرعی زمین کا مالک ہو۔ لہٰذا دولت کی تقسیم فطری طور پر ہو جاتی ہے۔ خلافت محصولات کے حوالے سے اسلامی احکام کو نافذ کرے گی جیسا کہ تجارتی مال پر زکوۃ اور زرعی زمین پر خراج اور ظالمانہ ٹیکس جیسا کہ سیلز ٹیکس اور انکم ٹیکس کو ختم کر دے گی۔ رسول اللہ نے فرمایا،

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ

"مسلمان کی سب چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں اس کا خون، مال، عزت اور آبرو"۔

شرح سود میں اضافہ اقتصادی عمل کو محدود اور بے روزگاری میں اضافہ کرے گا

ڈان اخبار کی خبر کے مطابق اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے 20 مئی 2019 کو اپنی مانیٹری پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے شرح سود میں 150 پوائنٹس کا اضافہ کر دیا ہے جس سے شرح سود 12.25 فیصد تک پہنچ گیا ہے۔ آئی ایم ایف کے اشاروں پر شرحِ سود میں یہ اضافہ اقتصادی عمل کو محدود کرنے کے لیے کیا گیا ہے تا کہ مارکیٹ میں زائد پیسوں کو بینکوں کی طرف منتقل کیا جائے۔

سرمایہ دارانہ نظام میں شرح سود میں اضافہ سرمائے کا رخ بینک کی طرف کرتا ہے کیونکہ سرمایہ دار کو بینک میں پیسے رکھوانا کسی معاشی سرگرمی میں استعمال کرنے سے زیادہ منافع بخش لگتا ہے اور اس کے نتیجے میں معاشی سرگرمیاں محدود ہو جاتی ہیں اور بے روزگاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ پاکستان کے عوام ایک طرف تو آئی ایم ایف کے ایماء پر آنے والے بجٹ میں ٹیکسوں کا بوجھ برداشت کریں گے اور دوسری طرف روزگار کے مواقع کم ہونے پر بے روزگاری کا سامنا بھی کریں گے۔ اس پالیسی کا مقصد قیمتوں اور افراط زر کو کنٹرول کرنا ہوتا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں اگر افراط زر کو کم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو بے روزگاری بڑھ جاتی ہے اور اگر بے روزگاری کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو افراطِ زر بڑھ جاتا ہے اور کبھی بھی مکمل طور پر یہ نظام بے روزگاری یا افراطِ زر کو ختم نہیں کر پاتا اور یہ سلسلہ ہر سرمایہ دارانہ معیشت کا خاصہ ہے۔ یہ صورتحال کی وجہ یہ غلط مفروضہ ہے کہ سرمایہ بغیر اقتصادی عمل کے پیدا کیا جا سکتا ہے حالانکہ ایک دیرپا اور مضبوط معیشت صرف وہی ہو سکتی ہے جہاں سرمایہ پیداوار کے ذرائع یا اقتصادی عمل کے ذریعے سے پیدا ہو۔

اسلام میں سودی بینکنگ نظام نہ ہونے کی وجہ سے سرمایہ دار کے لیے سرمائے کو بڑھانے کا واحد ذریعہ معاشی سرگرمی میں پیسے لگانا ہوتا ہے اور بچت پر سال گزرنے کی صورت میں 2.5 فیصد زکوۃ بھی دینی ہوتی ہے اس وجہ سے سرمایہ دارانہ نظام کے برعکس خلافت میں پیسہ ہمیشہ گردش میں رہتا ہے جس سے معاشی سرگرمیاں فروغ پاتی ہیں اور روزگار میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کرنسی سونے اور چاندی کے ساتھ منسلک ہونے کی وجہ سے ریاست کے پاس اپنی مرضی سے نوٹ چھاپنے کا اختیار نہیں ہوتا جس کی وجہ سے افراط زر کا مسئلہ ختم ہو جاتا ہے اور کرنسی کا ایکسچینج ریٹ بھی مستحکم رہتا ہے۔ چنانچہ اسلام کا معاشی نظام بیک وقت افراطِ زر اور بیروزگاری کو حل کرتا ہے اور عوام کو اندھیروں سے نکال کے روشنی میں لاتا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

((الر كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ))

"الرٰ! یہ عالی شان کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے کی طرف لائیں ان کے پروردگار کے حکم سے زبردست اور تعریفوں والے اللہ کی طرف"(ابرہیم:1)۔